

امام ابن الملحقؒ اور ان کی علمی و تصنیفی کاوشیں: ایک مطالعہ

A Study of Ibn al-Mulaqqin and his Academic Contributions

Hafiz Muhammad Azeem Safdar

Doctoral Candidate Islamic Studies, University of Sargodha, Sargodha

Dr. Muhammad Feroz-ud-Din Shah Khagga

Assistant Professor of Islamic Studies, University of Sargodha, Sargodha

Abstract

Ibn al-Mulaqqin-famous Shāfi'ī jurist, great Ḥadīth and Sīrah scholar Sheikh Sirāj al-Dīn Abū Ḥafṣ 'Umar b. 'Alī b. Aḥmad Ibn al-Mulaqqin (723–804/1323–1401), a writer of various voluminous volumes on variety of Islamic sciences mostly well-known prolific academic personality for his valuable scholarship in the field of *ḥadīth*, *Sīrah*, *fiqh*, *history* and *Muslim mysticism*. Al'Asqalānī (d. 852 A.H.) the famous Egyptian scholar of Hadith and author of *magnum opus* "*Faṭḥ al-Barī*", was one of his disciple. While engaging himself in different academic aspects of hadith, he also penned down prolifically on numerous other aspects as well. He has been admired by his disciples and successors too like Al'Asqalānī, al-, al-'Irāqī, and sibt al-'ajmī and others high ranked scholars in Muslim history. This study deliberates historical approach to describe Ibn al-Mulaqqin's biographical sketch along with his contribution towards Muslim scholarship. In the last phase of this article, special focus has been centered on his "*Ghāyah al-Sūl fī Khaṣā'is al-Rasūl*" by exploring his methodology in detail.

Keywords: Ibn al-Mulaqqin, Academic contributions, study

تمہید

آٹھویں صدی ہجری کے معروف علماء میں شیخ ابن الملحقؒ (م 804ھ) کا نام شامل ہے۔ موصوف کو تاریخ میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ ان کا پورا نام "ابو حفص عمر بن علی بن احمد بن محمد بن عبد اللہ انصاری اندلسی مصری شافعی" ہے اور ان کے والد کا نام "نور الدین ابوالحسن علی بن علی اندلسی (م 724ھ)" تھا جو علم نحو کے ماہر تھے اور ان کا خاندان اندلس سے تعلق رکھتا تھا۔ ان کے

والد قاہرہ آگئے اور ابن الملحق کی ولادت قاہرہ میں 723ھ کو ہوئی۔ ابن الملحق کے والد علی نحوی علم النحو میں سب سے پہلے قلم اٹھانے میں مشہور ہوئے۔ وہ بہت بلند پایہ آدمی تھے، مختلف ممالک کا سفر کیا اور تقریباً ہر جگہ طالبان علم و فنون کو فیض یاب کیا۔ ابن الملحق کے والد کا آبائی وطن "وادی آش" ہے۔ یہ اندلس کا ایک شہر تھا جس کو "اسبانیا" کے نام سے شہرت ملی۔ اسبانیا اندلس کے مشہور شہر غرناطہ سے چالیس فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ ہجرت میں نہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ نے برکت رکھی ہے بلکہ ہمارے نبی رحمت ﷺ کی سنت مبارکہ بھی ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر "نور الدین ابوالحسن علی نحوی" نے سوڈان کا رخ کیا وہ سوڈان کے انتہائی جنوب مغرب میں واقع ایک شہر تکرور میں پہنچے۔ ابوالحسن علی نحوی رسالت مآب ﷺ کے اس فرمان سے یقیناً مطلع تھے۔ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا! "خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ" اتم میں سے بہتر وہ ہے جو (خود) قرآن سیکھے اور اس کی تعلیم دے۔ "غالب امکان یہی ہے کہ زاور راہ کی فراوانی سے بھی عاری تھے اسی فضیلت و ضرورت کے پیش نظر ابن الملحق کے والد نے اہل تکرور کو قرآن کریم کی تعلیم دینے کا مقدس فریضہ سرانجام دیا اور اس کے بدلے ان سے کافی و شافی ہدیہ بھی وصول کیا۔ ابوالحسن علی نحوی کا سفر یہیں پر ختم نہ ہوا بلکہ تکرور سے انہوں نے قاہرہ کی طرف رخت سفر باندھا اور قاہرہ پہنچ کر انہوں نے اسے اپنا مستقل وطن و مسکن بنالیا۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ ابوالحسن علی کو کسی مدرسے میں پڑھائے بغیر بے شمار نامور علماء و فضلاء کا استاد ہونے کا شرف حاصل ہے، جس سے ابوالحسن علی نحوی کے علمی مقام و مرتبہ کا کافی حد تک اندازہ ہوتا ہے۔

ابن الملحق کی وجہ تسمیہ: ابن الملحق کو یہ نام اپنی والدہ کے شوہر شیخ عیسیٰ المغربي کی وجہ سے ملا۔ دراصل شیخ شرف الدین عیسیٰ المغربي، ابوالحسن علی نحوی کے نہ صرف ہم عصر تھے بلکہ بہت اچھے دوست بھی تھے۔ شیخ عیسیٰ المغربي بہت صالح آدمی تھے۔ قرآنی علوم و خزانے سے مکمل طور پر آراستہ تھے۔ شیخ شرف الدین کا ایک حلقہ درس بھی تھا جہاں وہ لوگوں کو قرآن کی تلقین کیا کرتے تھے۔ "شیخ عیسیٰ جامع ابن طولون میں لوگوں کو قرآن کی تلقین کرتے تھے" شیخ عیسیٰ المغربي قرآن اور احکام قرآن کو دنیا اور آخرت سنوارنے کا ذریعہ قرار دیتے تھے۔ شیخ عیسیٰ المغربي کی اسی خوبی کی بناء پر ان کا نام "ملحق القرآن" پڑ گیا جس کا مطلب ہے "قرآن کی تلقین کرنے والا"۔ شیخ شرف الدین عیسیٰ المغربي (ملحق القرآن) کے لقب کی ابن الملحق کی طرف نسبت کی توجیہ یہ ہے کہ ابن الملحق ابھی بہت کم سن تھا کہ علی نحوی کی موت کا وقت قریب آگیا۔ مرنے سے پہلے علی نحوی نے اپنے اس چھوٹے سے بچے کو شیخ عیسیٰ المغربي کی کفالت میں دے دیا یاں ہمہ ابو حفص عمر بن علی نحوی کو شیخ عیسیٰ المغربي کی طرف ہی منسوب کیا جانے لگا اور آپ "ابن الملحق" کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ جس کا معنی ہے تلقین کرنے والے کا بیٹا۔ اگرچہ ابن الملحق شیخ عیسیٰ المغربي کا اصلی بیٹا تو نہیں تھا لیکن شیخ نے "وصی" ہونے کا حق ادا کر دیا۔ تاہم ابن الملحق کو اپنے اس لقب سے بچہ بچہ ان کو قطعاً اچھا نہیں لگتا تھا کہ لوگ انہیں ملحق القرآن کا بیٹا کہیں وہ خود کو "ابن نحوی" یعنی "نحوی کا بیٹا" کہلوانا پسند کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی "انباء الغمر" میں اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ شیخ ابو حفص عمر بن علی نحوی "ابن نحوی" کہلوانا پسند کرتے تھے نہ کہ "ابن الملحق"۔ وہ لکھتے ہیں:

"وربما عرف بابن نحوی، وربما كتب بخطه ذلك، ولذا اشتهر به في بلاد اليمن" ³

وہ (ابن الملحق) زیادہ تر ابن نحوی مشہور تھے اور اکثر اوقات یہی نام لکھتے تھے، اسی وجہ سے وہ یمن کے شہروں میں اسی نام سے مشہور ہوئے۔

فقہی رجحان: ابو حفص عمر بن علی الانصاری ابتداء میں فقہ مالکی کی طرف مائل تھے پھر ان کے والد کے دوستوں میں سے ایک دوست حافظ عز الدین ابو عمر عبد العزیز بن محمد الکنانی الشافعی المصری (م 767ھ) المعروف ابن جماعہ نے ان کو فقہ شافعی کی معروف کتاب ”منہاج الطالبین“ کی طرف راغب کیا۔ ابن الملقن نے نہ صرف اسے یاد کر لیا بلکہ اس سے ان کو خیر کثیر حاصل ہوئی اور ان کا رجحان فقہ شافعی کی طرف بڑھ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ نے شہرت بھی شافعی المسلک ہونے کی حیثیت سے پائی اور فقہ شافعی کی ترویج میں مؤثر کردار ادا کیا۔

طلب و تحصیل علم: ابن الملقن نے قرآن کریم اور عمدۃ الاحکام کو اپنے وصی شیخ عیسیٰ المغربي کے پاس حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی بعد ازاں ابن جماعہ کی ہدایت پر ”منہاج الطالبین“ کو بھی یاد کر ڈالا۔ شیخ نے علوم عصریہ مختصر اُپڑھے تاہم علوم اسلامیہ کے تقریباً تمام اہم شعبوں حدیث، فقہ، تصوف سیرت اور تاریخ میں مہارت حاصل کی۔ انہوں نے جو ان ہوتے ہی حصول علم کے سفر کا تیزی سے آغاز کیا۔ چنانچہ انہوں نے کتابت کافن ابن سراج الکاتب (747ھ) سے سیکھا، جبکہ عربی کا علم ابو حیان (م 745ھ)، فقہ کا علم شہاب الدین ابن الظہیر (م 749ھ)، حافظ تقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکانی بن علی بن تمام السبکی المصری المعروف التقی السبکی (م 756ھ)، شیخ جمال الاسنوی (م 772ھ)، ابن جماعہ (م 767ھ) اور ابن عدلان (م 749ھ) سے حاصل کیا۔ ابن الملقن نے حدیث کا سماع جن حفاظ حدیث سے کیا ان میں ابن سید الناس (م 734ھ)، ابو علی القطب الحلبي (م 735ھ) شامل ہیں۔ قطب الحلبي سے ابن الملقن کو شام اور مصر میں روایت حدیث کی اجازت بھی ملی، اس کے علاوہ یہاں (شام اور مصر) میں جن شیوخ سے اجازت حاصل کی وہ حافظ مزنی اور شمس عسقلانی شامل ہیں۔ شیخ نے مصر میں بہت سے علماء سے سماع حدیث کیا، ان میں سراج الکاتب (م 747ھ)، محمد بن غالی بن نجم الدین المیاطی (م 741ھ)، عبد الرحمن بن احمد بن عبد الہادی المعروف احمد کشتغدی (م 744ھ)، ابراہیم بن علی الزرزازی (م 741ھ) ابن ابی بکر الفارقی (م 741ھ)، ابن شماع (م 741ھ)، احمد بن علی المشتغولی (م 744ھ)، ابو الفتح السبکی (م 744ھ)، زین الدین ابو بکر بن قاسم الرجبی المعروف الزین الرجبی (م 749ھ)، ابن عطار (م 749ھ)، ابن اللبان (م 749ھ)، ابو القاسم المیدومی (م 754ھ)، حافظ علاء الدین مغطائی (م 762ھ) اور احمد بن محمد بن عمر الحلبي (م 765ھ) شامل ہیں۔⁴

مختلف علاقوں کی طرف اسفار: ابن الملقن نے بچپن اور جوانی کے تمام لمحات میں حصول علم کے غیر معمولی کاوشیں کیں۔ بایں ہمہ مختلف علاقوں کا سفر کیا اور وقت کے جید علماء سے اکتساب فیض کیا۔ مصر کے سفر میں انہوں نے جن حضرات سے علم حاصل کیا ان کا ذکر کر دیا گیا ہے اس کے علاوہ انہوں نے اسکندریہ، مکہ، قدس (فلسطین) اور دمشق کا سفر بھی کیا اور وہاں کے مشاہیر سے کسب فیض کیا۔

تصنیف و تالیف: ابن الملقن نے جو ان ہوتے ہی تصنیف و تالیف میں مشغولیت اختیار کر لی۔ ان کی کتاب ”الاشارات الی ماوقع فی المنہاج من الاسماء و المعانی و اللغات“ کو شیخ کی تالیفات میں اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ شیخ 743ھ میں اس کتاب کی تالیف سے فارغ ہوئے یعنی بیس سال کی عمر میں اسے مکمل کیا اور وفات 804ھ تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہا۔ شیخ نے اکیاسی سال کی عمر میں وفات پائی اور تقریباً 47 یا 48 سال بغیر کسی توقف کے تالیف و تصنیف میں مشغول رہے یہاں تک کہ ان کی تالیفات و تصانیف کی تعداد آٹھ سو تک پہنچ گئی۔

ابن الملحقؒ کے تلامذہ: ابن الملحق کے تلامذہ کی تعداد اگرچہ بہت کثیر ہے تاہم چند شاگرد تو ایسے بھی گزرے ہیں جو اپنے استاد سے بھی زیادہ مشہور ہوئے جیسے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م 852ھ)۔ وہ خود اپنی کتاب ”المجمع المؤسس“ میں یوں رقم طراز ہیں! ”قرأت على الشيخ قطعة كبيرة من شرحه الكبير على المنهاج و اجازلى“⁵ (میں نے شیخ (ابن الملحقؒ) کے سامنے عمدۃ المحتاج الی کتاب) المنهاج کی شرح کبیر کی قرات کی اور انہوں نے مجھے اجازت دی)۔ ابن حجر عسقلانی نے اپنے شیخ ابن الملحق کی کتب سے بھی استفادہ کیا بالخصوص ابن الملحق کی بخاری کی شرح سے، اسی وجہ سے ابن حجر نے اپنی کتاب فتح الباری (بخاری کی شرح) میں بھی اس شرح سے کافی چیزیں نقل کی ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے شیخ ابن الملحق کی کتاب ”البدر المنیر“ کی طرف بھی خصوصی توجہ کی اور اس کو مختصر کرنے کا اہتمام بھی کیا۔ ابن الملحق کے معروف تلامذہ میں شیخ ابن حافظ عراقی (م 826ھ) بھی شامل ہیں انہوں نے ابن الملحق سے فقہ کا علم حاصل کیا۔ اس بارے میں ”ابن فہد مکی“ ”لحظ الا لحاظ“ میں یوں رقم طراز ہیں:

”واشتغل بالفقه، و تقدم فيه على جماعة منهم: البليقنى و ابن الملحق“⁶
(ابن عراقی) فقہ کی طرف متوجہ ہوئے، اہل فقہ کی ایک جماعت کے پاس حاضر ہوئے ان میں بلیقنی اور ابن الملحق شامل ہیں۔

شیخ ابن عراقی کی ایک خاص بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں کی تصنیف و تالیف کے دوران اپنے شیوخ کی رائے اور عمدہ نکات کو جمع کیا مثال کے طور پر شیخ ابن عراقی نے ”تحریر الفتاوی“ کی تصنیف کرتے ہوئے ”المنهاج“ پر ”ابن نقیب“ کے نکات، التنبیہ پر ”النسائی“ کے نکات اور ”تصحیح الحاوی“ پر ”شیخ ابن الملحق“ کے نکات کو جمع کیا۔ ابن الملحقؒ کے مناصب: تدریس و تصنیف بہت ہی مقدس شعبہ جات ہیں جو بندہ ان میں محنت اور دیانت سے کام لے وہ دنیا کی عزتوں کے ساتھ آخرت کی ابدی نعمتوں سے بھی یقیناً سرفراز ہو گا۔ ابن الملحق کے تراجم کے تمام مصادر میں اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ ابن الملحق کو یہ نام ان کے وصی شیخ عیسیٰ المغربی کی طرف منسوب ہونے کی بنا پر ملا۔ ابن الملحق کے وصی نے قرآن کی تعلیم و تدریس کا یہ جذبہ ابن الملحق میں بھی راسخ کر دیا۔ اور ان کو بچپن ہی میں حفظ قرآن کی دولت سے سرفراز کر دیا۔ ابن الملحق نے تدریس قرآن کے ساتھ تدریس حدیث و علوم حدیث اور فقہ و تصوف کی تعلیمات مفیدہ سے بھی لوگوں کو بہرہ ور کیا۔ ابن الملحق نے کتابوں کے ذخیرہ کرنے پر تو مال خرچ کیا لیکن ان مناصب کے حصول کی خاطر ایک پائی بھی خرچ نہ کی حالانکہ اس وقت حصول منصب کے لئے مال خرچ کرنے کا رواج موجود تھا۔ اس سے عیاں ہوتا ہے کہ ابن الملحقؒ کو یہ تمام عہدے صرف اور صرف ان کی اعلیٰ تدریسی و تصنیفی صلاحیتوں کی بدولت میسر آئے تاہم حاسدین اور مفسدین کے شر سے وہ محفوظ نہ رہ سکے اور عمر کے آخری حصہ میں سخت آزمائشوں سے دوچار ہوئے۔ صاحب ”الضوالامع“ امام سخاویؒ ان کے مناصب کا تذکرہ کرتے ہوئے کچھ یوں رقم طراز ہیں!

”انه ولى قضاء الشرقية ثم تولى عنه لولده على وانه تولى اميعة و لجامع الحاكم في سنه ثلاث و ستين و سبع مئة و تولى امدار الحديث الكامليه خلفاً للزين العراقي الذى سافر لقضاء مدينة المنورة وكان ذالك في يوم لاثنين رابع شوال من سنة ٨٨٧هـ“⁷

وہ (ابن الملتن) جب قضاء شرقیہ کے منصب پہ فائز ہوئے پھر اس (عراقی) کے بیٹے علی کی وجہ سے اس سے دستبردار ہو گئے اور 763ھ میں جامع الحاکم میں مسند سنبھالی اور دار الحدیث الکاملیہ میں زین عراقی کے جانشین کے طور پر فرائض نبھائے جب وہ (عراقی) مدینہ منورہ میں قاضی کے منصب پر کام کرنے کے لیے روانہ ہوئے اور یہ 4 شوال بروز سوموار 887ھ کی بات ہے۔ اس کے بعد ابن الملتن نے قضاء شافعیہ کے لئے بھی خدمات سر انجام دیں اور پھر اسی عہدے پر ان کی خدمات کا سلسلہ مکمل ہوا۔

ابن الملتن کے مناقب: ابن الملتن اپنے ہم عصر علماء و مشائخ میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ ان کے جملہ فضائل و کمالات کا راز ان کی علمی و روحانی شخصیت میں پوشیدہ تھا۔ تصنیف و تالیف ان کی خاص وجہ شہرت تھی اور اس میں وہ ”عجوبہ“ شمار کئے جاتے تھے کیونکہ ان کی تصانیف واضح جلالت اور علمی خزانہ سے لبریز ہوتی تھیں۔ انہوں نے وقت کے جید شیوخ سے اکتساب فیض کیا اور اس کو اپنی شخصیت کا حصہ بنایا۔ مختلف مدارس میں تدریس کے فرائض بھی سر انجام دیے اور قاضی القضاۃ کے منصب جلیلہ پر بھی فائز رہے۔ ابن الملتن کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہوئے مجھے اندازہ ہوا کہ ابن الملتن کسی ایک جہت اسلامی تک محدود نہ تھے بلکہ انہوں نے تقریباً تمام شعبہ جات اسلامیہ میں خدمات سر انجام دیں اور بہت سے طالبان علم و حکمت کو دولتِ علم سے مالا مال کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا شمار اپنے زمانہ کے اکابر شیوخ میں کیا جاتا ہے جیسے علامہ عراقی، امام بلقینی اور علامہ صیثی وغیرہ۔ میں اپنی اس گفتگو کی تائید میں چند ائمہ و متکلمین کے اقوال نقل کرتا ہوں جن میں سے کچھ ابن الملتن کے شیوخ، کچھ معاصرین اور کچھ تلامذہ ہیں۔ ان اقوال زریں اور قیمتی شہادت کی بدولت ہمارے شیخ ابن الملتن کی قدر و قیمت اور جملہ فضائل و کمالات کی رونمائی ہوگی۔ واضح رہے کہ جن علماء کے اقوال و فرمودات نقل کیے جارہے ہیں ان کی علمی حیثیت کا کوئی منکر نہیں ہے بلکہ ان کا شمار معتبر ترین علماء و شیوخ میں ہوتا ہے۔ حافظ صلاح الدین علائی (م 761ھ) اپنی کتاب ”جامع التحصیل فی احکام المراسیل“ میں شیخ ابن الملتن کی بابت یوں لکھتے ہیں: ”الشیخ الفقیہ الامام العالم المحدث الحافظ المتقن سراج الدین شرف الفقہاء و المحدثین فخر الفضلاء“⁸۔ (سراج الدین فقیہ العصر امام، عالم، محدث، پختہ حافظ، فقہاء و محدثین کا شرف اور فضلاء کا فخر ہیں)۔ شیخ مقریزی ابن الملتن کے بارے میں فرماتے ہیں:

”کان من اعذب الناس الفاظاً وأحسنهم خلقاً وأعظمهم محاضرة“⁹۔

وہ (ابن الملتن) الفاظ کے اعتبار سے سب سے میٹھے، اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھے اور محاضرہ کے اعتبار سے سب سے عظیم تھے۔

علامہ جلال الدین سیوطی (م 911ھ) ”طبقات الحفاظ“ میں ابن الملتن کی بابت لکھتے ہیں: ”الامام الفقیہ الحافظ ذو التصانیف الكثيرة..... برع فی الفقہ و الحدیث“¹⁰۔ وہ (ابن الملتن) امام فقیہ حافظ صاحب تصانیف کثیرہ فقہ اور حدیث میں ماہر تھے۔ امام شوکانی ”البدیع الطالع“ میں فرماتے ہیں:

”انه من الاثمة فی جمیع العلوم و اشتهر صیته و طار ذکرہ و سارت مؤلفاته فی الدنیا“¹¹۔

وہ (ابن الملحق) تمام علوم کے امام تھے، لوگوں میں ان کی شہرت پھیل گئی اور ان کی تالیفات دنیا میں عام ہو گئیں۔

وفات: اسی سال کی عمر پیش آنے والی اس آزمائش نے ابن الملحق کی زندگی پر غیر معمولی اثرات مرتب کئے اس کے بعد شیخ کسی اور آزمائش یا امتحان کے متحمل نہ رہے تاہم شیخ نے اپنی طویل عمری سے خوب فائدہ اٹھایا اور اس کے لمحہ لمحہ کو محنت، کوشش، حصول علم کی لگن اور اسے پوری دنیا میں پھیلانے کے ساتھ قیمتی بنادیا۔ ساری زندگی علوم اسلامیہ کی تحصیل، تصنیف اور تدریس میں بسر کی۔ آخر کار شیخ ابن الملحق نے جمعہ کی رات 16 ربیع الاول 804ھ داعی اجل کو لبیک کہا یوں یہ علمی ستارہ ہمیشہ کیلئے لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

علم حدیث میں ابن الملحق کی خدمات

امام ابن الملحق نے اگرچہ مجموعی طور پر آٹھ سو کے قریب کتب لکھیں لیکن ان کی مقبولیت میں اضافہ تصانیف حدیث و علوم حدیث کے حوالے سے کی گئی علمی کاوشوں نے کیا۔

1- التوضیح لشرح الجامع الصحیح: یہ صحیح بخاری کی شرح ہے جو بیس جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کا شمار صحیح بخاری کی بڑی بڑی شروحات میں ہوتا ہے۔ ابن الملحق نے اس کتاب میں نہ صرف بخاری کی احادیث پر مرتب ہونے والے علوم شرعیہ کو بیان کیا ہے بلکہ روایت و درایت حدیث، غریب حدیث، فقہ، اصول فقہ، قواعد فقہ اور عقیدہ وغیرہ سے متعلق بھی سیر حاصل تشریحات کی ہیں۔ بخاری کی یہ شرح اپنے وقت میں بھی اور اس کے بعد بھی اصل کے مقام پر فائز ہے بخاری کے تقریباً تمام شارحین اس سے استفادہ کرتے نظر آتے ہیں اگرچہ وہ اس بات کی وضاحت نہ بھی کریں۔ صحیح بخاری کی تمام شروحات میں سب سے زیادہ مقبولیت ابن حجر عسقلانی کی ”فتح الباری“ کو حاصل ہوئی اور ابن حجر عسقلانی امام ابن الملحق کے لائق ترین شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ”فتح الباری“ میں ابن حجر جب بھی ”یقول شیخنا“ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد شیخ ابن الملحق ہی ہیں اور بعض جگہوں پہ تو ابن حجر نے ابن الملحق کا نام لیکر ان سے چیزیں نقل کی ہیں اس کے علاوہ بخاری کی ایک اور بہت بڑی شرح ”عمدہ القاری“ کے مؤلف بھی ”التوضیح لابن الملحق“ سے استفادہ کرتے نظر آتے ہیں¹²۔

2- البدر المنیر فی تخریج الاحادیث والآثار الواقعہ فی الشرح الکبیر: ”البدر المنیر“ امام ابو القاسم عبد الکریم بن محمد القزوی النافعی الشافعی (423 م) کی کتاب ”الشرح الکبیر“ میں واقع ہونے والی احادیث اور آثار کی تخریج کے بارے میں ہے جبکہ امام رافعیؒ کی ”الشرح الکبیر“ امام غزالیؒ کی ”الوجیز“ کی شرح ہے۔ امام غزالیؒ (505ھ) نے ”الوجیز“ فقہ شافعی کی تائید میں لکھی اور امام رافعیؒ (623ھ) بھی اپنے زمانے کے مشہور ائمہ شافعیہ میں شمار ہوتے ہیں انہوں نے ”الوجیز“ کی شرح ”الشرح الکبیر“ لکھی۔ ہمارے شیخ امام ابن الملحق (804ھ) کا تعلق بھی چونکہ فقہ شافعی سے تھا اور وہ ”الشرح الکبیر“ کی اہمیت سے بھی بخوبی مطلع تھے اس لیے انہوں نے چھ جلدوں پر مشتمل ”الشرح الکبیر“ کی احادیث و آثار کی تخریج کرتے ہوئے ”البدر المنیر فی تخریج الاحادیث والآثار الواقعہ فی الشرح الکبیر“ لکھی۔ تخریج کے باب میں ”البدر المنیر“ کو انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت حاصل ہے اس حیثیت سے کہ یہ احادیث الاحکام کے ایک کثیر حصہ کا احاطہ کیے ہوئے ہے جن احادیث پر حلال و حرام کا مدار ہے۔ ابن الملحق نے اپنی اس کتاب کی تالیف میں پوری توانائی صرف کی کیونکہ وہ ایک ایک حدیث کے طرق کو جمع کرنے میں اپنی بساط کے مطابق انتہائی کوشش کرتے اور انہوں نے اس بارے میں خود کئی مقامات پر تصریح فرمائی ہے کہ:

"انه ربما كان يبحث عن الحديث والاثر عدة سينن"¹³۔

(کہ وہ اکثر اوقات حدیث و اثر کی تلاش میں کئی سال صرف کر دیتے)۔

3- البلغة في احاديث الاحكام: کتاب کا موضوع احکام کی احادیث ہیں اور اس کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں متفق علیہ احادیث درج ہیں یعنی ایسی احادیث جن پر شیخین (بخاری و مسلم) دونوں کا اتفاق ہے یہ امام یحییٰ بن شرف نوویؒ کی ”المنہاج الطالبین“ کے ابواب کی ترتیب کے مطابق ہے اور ابن الملقنؒ نے اسے اپنی کتاب ”تحفة المحتاج الی ادلة المنہاج“ سے مختصر کیا ہے انہوں نے اس میں ہلکا سا اضافہ کیا اور وہ اس کتاب کی تالیف سے 858ھ میں فارغ ہو گئے۔ دمشق کے کتب خانہ ظاہر یہ میں اس کا ایک بہت عمدہ نسخہ موجود ہے جو کہ تیس (30) جلدوں پر مشتمل ہے۔

حاجی خلیفہ چلبی کا اس کے بارے میں یہ بیان ہے کہ ”منہاج کے ابواب پر البلغة فی احادیث الاحکام ایک جلد پر مشتمل ہے“¹⁴۔
4- تحفة المحتاج الی ادلة المنہاج: یہ وہ اصل کتاب ہے جس سے متفق علیہ احادیث احکام کو منتخب کر کے شیخ نے ”البلغة فی احادیث الاحکام“ لکھی۔ تحفة المنہاج کی ترتیب بھی امام نوویؒ کی منہاج الطالبین پر ہے۔ یہ کتاب ادلة الاحکام کی کتب میں سے ایک ہے جیسے حافظ زلیعی کی ”نصب الراية“ اور ابن الملقنؒ کی ”البدور المنیر“ اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی ”تختیخ الجبیر“ ہے یہ تمام کتب ادلة احکام کی بابت ہی ہیں۔ امام ابن الملقنؒ نے ”تحفة المحتاج“ کو امام نوویؒ کی ”منہاج الطالبین“ کے مسائل کے لیے بطور استدلال وضع کیا۔ اور کتاب کے منہج کی بابت خود ابن الملقنؒ کا اپنا بیان ہے!

"شرطی ان لا اذكر فيه الاحديثاً صحيحاً او حسناً دون الضعيف و ربما ذكرت

شيئاً منة لشدة الحاجة اليه، منها على ضعفه"¹⁵۔

میری شرط یعنی اسلوب یہ ہے کہ میں اس (کتاب) میں محض صحیح یا حسن حدیث ذکر کروں گا نہ کہ ضعیف (حدیث) ہاں صرف ضرورت کے تحت اس (ضعیف حدیث) سے کچھ استفادہ کروں گا (مگر) اس کے ضعف پر متنبہ کرتے ہوئے۔

5- اكمال تهذيب الكمال: اس کتاب کو امام ابن الملقنؒ نے حافظ یوسف مزنیؒ کی کتاب ”تہذیب الکمال“ سے مختصر کیا ہے۔ امام مزنیؒ فن حدیث میں منفرد شخصیت کے حامل تھے خاص طور پر آپ کو علم اسماء الرجال میں کمال حاصل تھا۔ جس کا اندازہ ان کی اس کتاب ”تہذیب الکمال فی اسماء الرجال“ سے لگایا جاسکتا ہے یہ کتاب کتب ستہ کے رجال کے ساتھ ساتھ ان اصحاب کی مشہور مصنفات کے رجال کے تراجم پر مشتمل ہے۔ ہمارے شیخ ابن الملقنؒ نے حافظ یوسف مزنیؒ کی اس کتاب کی تختیخ کی اور اس کے ساتھ ساتھ اس پر حاشیہ بھی لکھا اور رجال کتب ستہ سے یہاں مراد مسند احمد، صحیح ابن حزمیہ، صحیح ابن حبان، سنن دارقطنی، سنن البیہقی اور مستدرک الحاکم کے رجال ہیں نہ کہ کتب صحاح ستہ کے رجال۔ زیر نظر کتاب علامہ حافظ جمال الدین مزنیؒ کی کتاب ”تہذیب الکمال“ کے لیے بطور اکمال و تتمہ ہے۔ حافظ مزنیؒ نے اپنی اس کتاب میں بعض اہم امور سے اعتناء نہیں کیا تھا اور کچھ غیر ضروری اشیاء کا تذکرہ بھی کیا تھا۔ ابن الملقنؒ نے بطور خاص ان امور کی نشاندہی کی حالانکہ شیخ ابن الملقنؒ سے قبل امام علاء الدین مغطائیؒ نے ’اکمال تہذیب الکمال‘ لکھی اور نہ صرف حافظ مزنیؒ کے تسامحات کی نشاندہی کی بلکہ حافظ مزنیؒ سے ”تہذیب الکمال“ میں کتب ستہ کے جو رواۃ رہ گئے تھے ان کا بھی تذکرہ کیا جبکہ ہمارے شیخ امام ابن الملقنؒ نے ”اکمال تہذیب الکمال“ لکھ کر علاء الدین مغطائیؒ کی اس کتاب کا بھی نسخہ کر دیا۔ نسخہ کا یہ دعویٰ ذیول تذکرۃ الحفاظ کے معلق

(محمد زاہد الکوثری) نے کیا ہے ان کا بیان ہے! "اکمال ابن الملحق کا نہ نسخہ لاکمال مغلطای عفواً بلاتعب" ¹⁶۔ (ابن الملحق کی اکمال بغیر کسی تکلف کے گویا کہ مغلطائی کی اکمال کا نسخہ معلوم ہوتی ہے)۔

6- التذکرہ فی علوم الحدیث: یہ کتاب شیخ کی اپنی کتاب "المفتی فی علوم الحدیث" کا خلاصہ ہے جبکہ "المفتی" ابن الصلاح کے "مقدمہ" کا خلاصہ ہے اس طرح شیخ کی یہ کتاب (التذکرہ فی علوم الحدیث) "مقدمہ ابن الصلاح" کی تلخیص کی تلخیص ہے۔ دراصل یہ ایک انتہائی مختصر رسالہ ہے جسے شیخ نے اشارات کی صورت میں بنایا تھا اور یہ اشارات شیخ نے اپنی کتاب "المفتی" سے مختصر اُدرج کیے تاکہ حدیث کے نئے طالب علم کو بھی "المفتی" سے استفادہ کرنے میں دقت نہ ہو اور ماہرین حدیث کے لیے بھی مزید آسانی کا سامان مہیا ہو سکے۔ شیخ نے اس رسالہ میں علوم الحدیث کی انواع کو 65 سے بڑھا کر 80 تک پہنچا دیا۔

تصوفِ اسلامی میں ابن الملحق کا حصہ

ابن الملحقؒ نے بحیثیت صوفی خاطر خواہ شہرت تو حاصل نہیں کی لیکن پھر بھی ان کا شمار صوفیاء کی اس صف میں ہوتا ہے جنہوں نے خرقة تصوف (صوفیاء کا خاص لباس یا عام الفاظ میں گلڈری، پیوند لگا ہوا کپڑا) خود بھی پہنا اور دوسروں کو بھی پہنایا۔ جہاں تک تعلق ہے خدماتِ علمیہ کا تو شیخ ابن الملحقؒ نے تصوف کے میدان میں بھی علمی جوہر دکھائے۔ "طبقات الصوفیہ" یا "طبقات الاولیاء" ابن الملحق کی وہ واحد کتاب ہے جو انہوں نے تصوفِ اسلامی کی بابت لکھی۔ ذیل میں ہم اسی کتاب کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔

طبقات الصوفیہ: یہ ابن الملحقؒ کی تصوف کی بابت واحد کتاب ہے۔ ابن الملحقؒ نیابتِ قضاء کے عہدہ سے معزولی کے بعد اس کتاب کی تالیف میں شروع ہوئے جس کی خبر انہوں نے اپنی اسی تالیف میں "صوفی ابو العباس الصقلی" کے ترجمہ میں یوں دی! "وصنفت اذ ذاک هذه (الطبقات) فكانت درياقا" ¹⁷۔ جب (ابن الملحق) نے یہ طبقات تصنیف کی پس یہ تریاق تھی۔

سب سے پہلے اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ شیخ ابن الملحقؒ کی اس کتاب کے نام میں خاصی پیچیدگی ہے بعض جگہوں پر اس کا تذکرہ "طبقات الصوفیہ" کے عنوان سے کیا گیا ہے۔ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ نام کتاب کو اس کے موضوع کے اعتبار سے دیا گیا ہے کیوں کہ کتاب کا موضوع تصوفِ اسلامی ہے اور موضوع کی مناسبت سے کتاب کا نام تجویز کرنا علماء کا عام معمول رہا ہے حافظ ذہبیؒ کی کتاب "تذکرۃ الحفاظ" اور اسماعیل سلفیؒ کی کتاب حجۃ حدیث اس کی عام مثالیں ہیں۔ لیکن اکثر مقامات پر اس کتاب کا ذکر "طبقات الاولیاء" کے عنوان سے ملتا ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے اور مؤلف نے اپنی تالیف کو اسی نام سے موسوم کیا ہے اس اختلاف کے بارے میں محقق کمال الدین عز الدین کی رائے بہت مناسب معلوم ہوتی ہے جو یہ ہے!

"ویلا حظ ان محققه قد استبدل بعنوانه (طبقات الصوفیة) عنوان احدى النسخ الخطیة (طبقات الاولیاء) وان كان العنوان الاصلی اولی بالاثبات من غیره، لانها تسمیة للكتاب بحسب موضوعه، فضلا عن انها تسمیة المؤلف لمؤلفه، كما جاء في اجازته بمؤلفاته لمن ادرک حیاته من المسلمین" ¹⁸۔

اور ان کا خیال ہے کہ محقق نے طبقات الصوفیہ کو طبقات الاولیاء کے خطی نسخوں میں سے ایک کے ساتھ بدل دیا ہے حالانکہ اصلی عنوان کسی دوسرے عنوان کے اثبات سے زیادہ حقدار ہے کیونکہ یہ

نام (طبقات الصوفیہ) کتاب کے موضوع کے اعتبار سے ہے چہ جائیکہ مؤلف کی تالیف کے اعتبار سے ہو تا جیسا کہ انہوں نے اپنی تالیفات کی اجازت ہر اس مسلمان کو دی ہے جو اس پالے گا۔ شیخ ابن الملتن نے ربیع الثانی 780ھ کو اس تالیف کا آغاز کیا اور تقریباً سات سال کی محنتِ شاقہ کے بعد منگل کے روز 3 جمادی الاولیٰ 787ھ کو اس کی تکمیل کی۔ کتاب جہاں دیگر محاسن کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے وہاں اس کی ایک خوبی اس کا ”مقدمہ“ ہے جو 73 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں انہوں نے کتاب میں موجود صوفیاء کے تراجم کی اہمیت کو ان الفاظ سے اجاگر کیا ہے۔ ”فہذا جملہ من طبقات الأعلام الأعیان و اوتاد الاقطاب فی کل قطر و اوان“¹⁹۔ (پس یہ تمام بڑے مشہور طبقات میں سے ہیں اور ان اقطاب کی میخیں ہر سمت اور ہر زمانہ میں پھیلی ہوئی ہیں)۔

ابن الملتن نے اس کتاب میں اپنے اپنے وقت کے بلند پایہ صوفیاء کے تراجم کو جمع کیا ہے اور ان کے احوال و حوادث کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کتاب کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں دوسری صدی ہجری سے لیکر آٹھویں صدی ہجری تک کے نامور صوفیاء کے تراجم موجود ہیں تاہم پانچویں صدی ہجری کے بعد کے صوفیاء کا تذکرہ زیادہ اہتمام کے ساتھ کیا ہے اور ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے صوفیاء کرام کے تراجم کی خصوصی اہمیت اس لیے ہے کہ شیخ نے ان کے منقولات کو براہِ راست جلیل القدر اشخاص سے نقل کیا ہے جنہوں نے ان بزرگ صوفیاء کرام کے ساتھ وقت گزارا۔

فقہ اسلامی میں ابن الملتن کی کاوشیں

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسے افراد کو مختلف اوقات میں اس دین کا فہم عام کرنے کے لیے بھیجا جنہوں نے نہ صرف اپنے اس فرض کی تکمیل کی بلکہ دین کو جاہلوں کی تاویلات اور غالین کی تحریفات سے بھی بچایا اسی طائفہ میں ابن الملتن (م 804ھ) کا شمار بھی ہوتا ہے جو آٹھویں صدی ہجری میں فقہ اور حدیث میں نابغہ روزگار کی حیثیت رکھتے تھے۔ کثرتِ تصانیف میں وہ ایک امت گردانے جاتے تھے جس کی گواہی حامی اور مخالفین سبھی دیتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ ابتداءً شیخ کا رجحان فقہ مالکی کی طرف تھا پھر ان کے والد کے ایک دوست حافظ عز الدین ابو عمر عبدالعزیز محمد الکلتانی الشافعی المصری (م 767ھ) المعروف ابن جماعہ نے ان کو فقہ شافعی کی مشہور کتاب ”منہاج الطالبین“ پڑھائی جس کی بدولت ابن الملتن کو کافی حد تک فقہ شافعی سے لگاؤ ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ مشہور بھی فقہ شافعی میں ہوئے اور اسی کی ترویج میں کاوشیں فرمائیں۔ فقہ اسلامی کی بابت ابن الملتن نے کئی اہم کتب تحریر کیں اور بہت سی کتب کی شروح اور تعلیقات بھی لکھیں تعارف کے طور پر میں یہاں چند اہم تالیفات کا ذکر کرتا ہوں۔

1- تحفة المحتاج الی ادلة المنہاج: یہ کتاب مسائل فقہیہ کی بابت امام نووی کی کتاب ”منہاج الطالبین“ کی شرح ہے۔ ابن الملتن کی اس کتاب (التحفة) کو احادیث احکام کی تخریج کے طور پر بھی جانا جاتا ہے جن سے بالعموم اصحاب مذاہب اسلامیہ اور بالخصوص اصحاب مذہب شافعیہ نے استدلال کیا ہے۔ یہاں میں ایک چیز کا بطور خاص ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ ابن الملتن نے اپنی اس کتاب کا افتتاح امام بخاری کی اقتداء کرتے ہوئے ”اعمال بالنیات“ والی مشہور حدیث سے کیا ہے!

”انما الاعمال بالنیات وانما لكل امریء ما نوى۔۔۔۔۔“²⁰

ترجمہ: اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا۔

امام بخاری نے صحیح بخاری میں سات جگہوں پر اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور پھر ابن الملحق نے امام بخاریؒ کی ہی اقتداء کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہؓ کی اس حدیث پر کتاب کا خاتمہ کیا! قال رسول اللہ ﷺ: "كلمتان خفيفتان على اللسان ثقيلتان في الميزان حبيبتان الى الرحمن سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم" 21۔ دو کلمات زبان پر ہلکے، میزان میں بھاری اور رحمن کے پسندیدہ ہیں۔ وہ سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم ہیں۔

2- الاشباہ والنظائر: یہ کتاب ابن الملحقؒ نے فقہ اور اصول فقہ کے بارے میں لکھی۔ ابن الملحقؒ کا اپنا بیان ہے کہ بہت سے علماء نے اس علم کی طرف خاص توجہ کی اور کتب تحریر کیں ان میں سے عز الدین وشہاب الدین القرافی اور ناصر الدین محمد بن مرحل شامل ہیں اور میرے شیخ علامہ صلاح الدین العلائیؒ نے بھی اس بارے میں علیحدہ سے کتاب لکھی لیکن یہ تمام کتب فقہی قواعد کے اعتبار سے غیر مرتب تھیں لہذا جو کتاب میں نے لکھی وہ فقہی ابواب کی آسان ترین ترتیب پر مرتب ہے کتاب کے مقدمہ میں ابن الملحقؒ کا اپنا قول ہے جسے عظیم محقق عبد اللہ بن سعاف نے ”تحفۃ المحتاج“ کے مقدمہ میں بھی ذکر کیا ہے 22۔

ابن الملحقؒ کی علم تاریخ میں خدمات

امام ابن الملحقؒ نے علم تاریخ کی ترویج میں وسیع حصہ ڈالا، اگرچہ ابن الملحقؒ زیادہ تر نقل سے کام لیتے تھے تاہم اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی علمی تحقیق کو بھی ان کتب میں شامل کرتے تھے۔ شیخ کی کتب کو سامنے رکھتے ہوئے ہم بآسانی یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک عظیم مؤرخ تھے کیونکہ ان کی کتابیں انکو مورخین کی صف میں شامل کرنے کا واضح رجحان رکھتی ہیں چہ جائیکہ شیخ کو مورخین کے دائرہ میں شامل نہ کیا جائے۔ ابن الملحقؒ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں اور انہوں نے تقریباً تمام علوم وفنون اسلامیہ کے بارے میں کتب لکھیں علم تاریخ میں ان کی کتب کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ شیخ کی اہم کتب تاریخہ درج ذیل ہیں۔

1. تاریخ ملوک مصر الترك

2. درر الجواهر فی ذکر شیئ من مناقب سیدی عبدالقادر

3. نزہۃ النظر فی قضاۃ الامصار

سیرت النبی ﷺ اور علامہ ابن الملحقؒ

ابن الملحقؒ کی بلند پایہ تصانیف میں سے ایک ”غایۃ السؤل فی خصائص الرسول“ ہے، جو ابن الملحقؒ کی رسالت مآب ﷺ سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان کی یہ کتاب اگرچہ زیادہ مشہور نہیں ہے لیکن آں جناب ﷺ کے امتیازی اوصاف کا ایک اہم مجموعہ ہے۔ سیرت الرسول ﷺ کے حوالے سے ابن الملحقؒ کی یہ ایک ہی تالیف ہے۔ فصل ہذا میں اس کتاب کے مصادر و مراجع، اس کی خصوصیات اور ”غایۃ السؤل فی خصائص الرسول“ میں ابن الملحقؒ کے منہج کو بطور خاص موضوع بحث بنایا گیا ہے اس کتاب کی تیاری میں انہوں نے قرآن کریم، کتب احادیث، کتب تفاسیر اور کتب سیر بشمول شائل، دلائل، فضائل اور خصائص سے استفادہ کیا۔ اس میں ابن الملحقؒ نے اس بات کو یقینی بنایا کہ مواد ان کتب سے لیا جائے جو اپنے فن میں ماخذ و مصدر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ابن الملحقؒ نے اس کتاب کی تصنیف میں بھی زیادہ کام نقل سے لیا ہے جو ان کا تقریباً تمام کتب میں معمول رہا ہے۔

ابن الملحقؒ کا ”غایۃ السؤل فی خصائص الرسول“ میں منہج و اسلوب

ابن الملقنؒ کے اسلوب کے دو انتہائی اہم اور نمایاں طریقے ہیں جو ابن الملقنؒ نے اس کتاب کے مسائل کے استخراج میں ملحوظ رکھے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1- پہلا: کوئی ایسا مسئلہ یا خصوصیت جس کی بابت علماء کے درمیان اختلاف ہو اور ابن الملقنؒ کے نزدیک یا اصحاب شافعی کے نزدیک وہ خصوصیت رائج نہ ہو، تو آپؒ اسے زیادہ تردد کے صیغہ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر واجبات کے باب میں چوتھے مسئلہ (تہجد) میں شیخ کا قول ہے: اُکان واجباً؟²³۔ اور اسی باب کے آٹھویں مسئلہ میں شیخ کا قول ہے: هل كان يجب عليه اذرائى منكران ينكره؟²⁴

2- دوسرا: جب ابن الملقنؒ کے نزدیک یا اصحاب شافعی کے نزدیک وہ خصوصیت رائج ہو، تو آپؒ اسے زیادہ تردد کے صیغہ کے بغیر ذکر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر واجبات کے باب میں پانچویں مسئلہ (مسواک) کے وجوب کی بابت ابن الملقنؒ کا قول ہے: السواك، وكان واجباً عليه ﷺ على الصحيح²⁵۔ اور اسی باب کے آٹھویں مسئلہ (ارباب حل وعقد سے مشاورت) میں شیخ کا قول ہے: مشاورۃ ذوى الاحلام فى الامور، وهي واجبة عليه على الصحيح²⁶۔

"غاية السؤل فى خصائص الرسول" کی خصوصیات

یہ کتاب جہاں بے شمار خوبیوں کی حامل ہے وہاں چند خامیوں کی بھی حامل ہے لیکن نقائص و معائب نہ ہونے کے برابر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اسکے معائب سے قطع نظر اس کے خصائص و محاسن کو زیر بحث لائیں گے جن کی اہمیت مسلم ہے۔ کتاب لہذا کی خصوصیات کو ذکر کرنے سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ بلاشبہ شیخ کی اس کتاب کے تمام محاسن کا احاطہ ناگزیر ہے صرف دو خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

حسن عنوان کتاب

عربی کتب میں کتاب کے نام کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اور اسم کتاب کے انتخاب میں وزن کو خصوصی طور پر ملحوظ رکھا جاتا ہے جیسے شیخ یوسف الخیضی کی "اللفظ المکرم بخصائص النبی المحترم" اور امام عزالدین عبدالسلام کی "بداية السؤل فى تفصيل الرسول" ہیں۔ چونکہ ابن الملقنؒ کی کتاب میں آل جناب ﷺ کی سیرت کے اہم پہلو "خصائص النبی ﷺ" کا بیان ہے اسی مناسبت سے انہوں نے اس کا نام "غاية السؤل فى خصائص الرسول" رکھا، جو ابن الملقنؒ کے حسن انتخاب پر واضح دال ہے، اس کا لفظی معنی "آپ ﷺ کے خصائص میں غور و فکر کی انتہاء" ہے۔

ندرت خصائص

خصائص کے موضوع پر اب بھی بہت سی کتب موجود ہیں اور اُس وقت بھی موجود تھیں لیکن ابن الملقنؒ کی اس کتاب کی ایک منفرد خوبی ہے کہ آپ ﷺ کے چند وہ خصائص جو عموماً کتب سیر و خصائص میں میسر نہیں آتے وہ نایاب و نادر خصوصیات نبوی ﷺ کتاب لہذا میں موجود ہیں اگرچہ ان کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے تاہم ابن الملقنؒ کی اس کتاب کا ان چند نوادرات پر مشتمل ہونا کسی نعمت سے کم نہیں اور شیخ نے ان پر اچھی خاصی گفتگو بھی کی ہے جیسے متفرق مسائل کے باب میں زمین کا آپ ﷺ کے فضلات نکل جانا اور وہاں سے خوشبو کا آنا۔ آپ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اس کے فضلات خوشگوار مہک اور خوشبو کے ساتھ جسم اقدس سے خارج ہوتے، آپ ﷺ بول و براز کے لیے جس قطعہ زمین کا انتخاب فرماتے تو وہ اس

فضلہ کو یوں نگل لیتا کہ وہاں سوائے خوشبو کی مہکار کے اور کچھ محسوس نہ ہوتا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے حضور نبی رحمت ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جب آپ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے ہیں تو کیا مہاجر ہے کہ واپس آنے پر میں اندر جاتی ہوں تو مجھے وہاں (فضلات میں سے) کچھ بھی نظر نہیں آتا میں وہاں صرف خوشبو کی مہکار پاتی ہوں پس آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ پس تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ جو کچھ انبیاء سے خارج ہو اس کو نگل لے۔²⁷

خلاصہ بحث

ابن الملحقؒ کی ساری زندگی طلبِ علوم اسلامیہ، تدریسِ علوم اسلامیہ اور تحریرِ علوم اسلامیہ سے مزین ہے۔ اپنے زمانہ کی ممتاز علمی شخصیات سے اکتسابِ فیض کیا اور پھر اسے اپنی ذات تک محدود نہ رکھا بلکہ بے شمار طالبانِ علم و حکمت کو فیض پاب کیا۔ بہت سی کتب لکھیں یہاں تک کہ ”صاحب تصانیفِ جلیلہ و کثیرہ“ کے لقب سے شہرت پائی۔ اسکے علاوہ بھی آپ کو بہت سے القابات دیے گئے جن میں شیخ الاسلام، علامۃ العصر، سیف المناظرین اور مفتی المسلمین وغیرہ شامل ہیں۔ ابن الملحقؒ کی زندگی کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ وہ ہمہ گیر علمی شخصیت کے مالک تھے انہوں نے تقریباً تمام علوم و فنون اسلامیہ کو سیکھا اور پڑھا۔ لیکن بعض علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ حاصل کی اور سیرت، حدیث، علوم تاریخ، تصوف، فقہ ہر ایک میں غیر معمولی خدمات سرانجام دیں بالخصوص حدیث اور علوم الحدیث، فقہ اور مذہب شافعی میں ان کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ ابن الملحقؒ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے وسیع علم عطا فرمایا تھا ان کو تصنیفِ کتب کے فن میں خاص ملکہ حاصل تھا یہی وجہ ہے کہ اس زمانے کی جید علمی شخصیات نے ابن الملحقؒ کو اس زمانے کا ”عجوبہ“ قرار دیا۔ شیخ ابن الملحقؒ کی بابت ان کے شاگرد ابن حجرؒ کا بیان ہے!

وهؤلاء الثلاثة العراقي و البلقيني و ابن الملحق كانوا اعجوبة هذا العصر على رأس القرن، الاول في معرفة الاحاديث، والثاني في التوسع في معرفة مذهب الشافعي والثالث في كثرة التصانيف۔²⁸

اور یہ تینوں عراقی، بلقینی اور ابن الملحقؒ اُس زمانے کے عجوبے تھے۔ عراقی حدیث و فنون کی معرفت میں، بلقینی مذہب شافعی کی معرفت میں اور ابن الملحقؒ کثرتِ تصانیف میں (اس صدی کی بے مثل شخصیات تھے)

ابن حجر عسقلانیؒ نے جن تین اشخاص کو اس زمانے کا ”عجوبہ“ قرار دیا انکی وجہ شہرت بھی بیان کیں اور ان میں سے ابن الملحقؒ کو کثرتِ تصانیف میں عجوبہ شمار کیا ہے جس کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ ابن الملحقؒ کی وجہ شہرت صرف زیادہ کتب لکھنے میں ہے بلکہ دوسرے دو شعبے جن کا ابن حجر عسقلانیؒ نے ذکر کیا ہے یعنی مذہب شافعی اور حدیث کے علوم و فنون کی معرفت میں بھی ابن الملحقؒ نے خاطر خواہ خدمات سرانجام دی ہیں۔ امام ابن الملحقؒ نے علوم اسلامیہ کے تقریباً تمام شعبوں میں کتابیں تحریر کیں۔ حدیث و علوم حدیث، فقہ و اصول فقہ، تصوف، تاریخ اور طبقات تمام شعبہ ہائے علوم اسلامیہ کی بابت ان کی کتب موجود ہیں تاہم ان کو زیادہ شہرت حدیث و علوم حدیث اور فقہ و اصول فقہ کے بارے میں تحریر کردہ کتب کی بدولت ملی اور ان دونوں شعبوں میں سے بھی حدیث و علوم حدیث میں ابن الملحقؒ نے قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں جس کی ایک وجہ جو مجھے معلوم ہوتی ہے کہ ابن الملحقؒ یقیناً آل جناب ﷺ کے اس ارشاد گرامی پر مطلع تھے! ”ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما

تمسکتہم بہما: کتاب اللہ وسنة رسولہ²⁹۔ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک ان کو تھام رکھو گے تم گمراہ نہیں ہو گے وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہیں۔

فن حدیث میں ابن الملتن کی کتاب ”التوضیح لشرح الجامع الصحیح“ جو کہ صحیح بخاری کی شرح ہے کو کافی مقبولیت حاصل ہوئی اور اسی وجہ سے اسکی مزید شروحات اور مختصرات لکھے گئے اس کے علاوہ ”البدر المنیر“ اور ”البلغ فی احادیث الاحکام“ بہت مفید و مقبول کتابیں ہیں۔ شعبہ تاریخ میں ابن الملتن کی خدمات اس حوالے سے ہیں کہ انھوں نے فقہاء شافعیہ کی خدمات تراجم طبقات کی صنف میں بیان کی ہیں جیسے ”العقد المذہب فی طبقات حملۃ المذہب“ اور سوانح پر مشتمل ”نزہۃ النظر فی قضاۃ الامصار“ بھی اہم تاریخی کتاب ہے۔ اور فقہ اسلامی میں ابن الملتن نے فقہ کی عمومی اور فقہ شافعی کی خصوصی طور پر خدمات علمیہ کے ذریعے ترویج کی جیسے ”الاشباہ والنظائر“ اور ”عمدة المحتاج“ وغیرہ جبکہ تصوف اسلامی کی بابت ابن الملتن کی ایک ہی کتاب ہے جسے خاطر خواہ مقبولیت حاصل ہوئی اور وہ تھی ”طبقات الصوفیہ“ جو دوسری صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری تک کے بزرگ صوفیاء کے تراجم کا مجموعہ ہے۔ غرضیکہ ابن الملتن نے اپنی ساری زندگی تصنیف و تالیف میں گزاری۔ ان کی پرورش اعلیٰ تعلیمی ماحول میں ہوئی، انہوں نے حصول علم کیلئے دور دراز علاقوں کے سفر کیے اور ان کی خوش قسمتی کہ ان کو بہترین اساتذہ (جو اپنے وقت کے شیوخ گردانے جاتے تھے) سے اکتساب فیض کا موقع میسر آیا اور انہوں نے اس سے بھرپور فائدہ بھی اٹھایا۔ مختلف شعبہ ہائے علوم اسلامیہ میں ابن الملتن کی خدمات علمیہ کا جائزہ لیتے ہوئے مجھے ابن قاضی شہبہ کے اس قول کی خاصی تائید حاصل ہوئی، ابن قاضی الشہبہ ”طبقات الشافعیہ“ میں فرماتے ہیں: ”الشیخ، الامام، العالم، علامہ، عمدة المصنفین“³⁰۔ (ابن الملتن) شیخ، امام، عالم، علامہ اور اعلیٰ درجے کے مصنف ہیں۔

References

- ¹ Muḥammad bin Ismā'īl Al-Bukhārī, *Al-Saḥīḥ Al-Bukhārī* (Beirūt: Dār tūq Al-Najāh, 1422AH), 4:1919.
- ² Muḥammad Kamāluddīn 'Azuddīn, *Ibn al-Mulaqqin Muarrakhan* (Beirūt: Dār 'Aālam Al-kutab, 1987AD), 10.
- ³ Aḥmad bin 'Alī Ibn-e- Hajar al-'asqalānī, *Imbā Al-Ghamar bi Ambā Al-Umar* (Qāhirah: Al-Majlis al-'alā Lisshuūn al-Islāmiyah, 1998AD), 2:5.
- ⁴ Shamsuddīn Muḥammad bin 'Abdul Rahmān Al-Sākhawī, *Al-Daū Al-Lāmi', Li-Ahlil Al-Qarn Al-Tas'* (Beirūt: Darul Jil, S.N), 6:100-105.
- ⁵ Aḥmad bin 'Alī Ibn-e- Hajar al-'asqalānī, *Al-Majma' Al-Muassis Le Mu'jam Al-Mufahris* (Beirūt: Dār Al M'rifah, 1992AD), 2:320.
- ⁶ Muḥammad bin Fahad Almakki, *Li'ahzzi Al-hāz, Bi Zail Tabqāt Al-huffāz* (Beirūt: Dār Al-kutab Al-'lmiyah, 1998AD), 286.
- ⁷ Al-Sākhawī, *Al-Daū Al-Lāmi'*, 6:104.
- ⁸ Al-Sākhawī, *Al-Daū Al-Lāmi'*, 6:101.
- ⁹ Al-Sākhawī, *Al-Daū Al-Lāmi'*, 6:105.

- ¹⁰Hāfiz Jāluddīn bin Abdul Rahmān Al-Suūtī, *Zaīl Tabqāt Al-huffāz Li Al-Dhabī* (Beirūt: Dār Al-Kutub Al-Ilmiyyah, 1998AD), 537.
- ¹¹ ‘Allāmah Muḥammad bin ‘Alī Al-Shūkānī, *Al-Badru Al-tāla Bi mḥāsini min Bādi Ahlil Al-qarni Al-Tāsī* (Qāhirah: Dār Al-Kitāb Al-Islāmī, S.N), 1:510.
- ¹² Khālīd Maḥmūd Al-Ribāt, *Muqaddimah-Al-Tahqīq Al-Tūdhī Li sharḥi Al-Jāmi’a Al-Ṣaḥīḥ* (Qatar: Adārah Al-Shuūn Al-Islamiyyah, 2008AD), 1/365
- ¹³ Muṣṭafā Abul Ghaīz Abdul Ḥaī, Abū Muḥammad Abdullah bin Sulīmān, Abū ‘Ammār Yāsir bin Kamāl, *Muqaddimah-Al-Tahqīq al-Badr Al-Munīr* (Riyādh: Dār Al-hijrah, 2004AD), 1:214.
- ¹⁴ Ḥājī Khalīfah Muṣṭafā bin Abdullah Chalbī, *Kashaf Al-Zunūn ‘An Asāmī Al-Kutub Wa Al-fanūn* (Beirūt: Dār aḥyā Al-Turāth Al-‘Arabī, S.N), 2:1873.
- ¹⁵ Abdullah bin Sa’af Al-Lihyani, *Muqaddimah Tiḥfah Al-Muḥṭāj Ilā Adillah-Al-Minhāj* (Makkah-Al-Mukaramah: Dār ḥirā Lilnashri ū Al-tūzīḥ, 1986AD), 1:95.
- ¹⁶ Almakki, *Li ḥazzi Al-hāz, 140*.
- ¹⁷ Abū ḥafṣ ‘Umar bin Ali bin Aḥmad Ibn Al-Mulaqqin, *Tabqāt Al-Aūliyā* (Qāhirah: Maktabah Al-Khānji, 1994AD), 548.
- ¹⁸ Muḥammad Kamāluddīn, *Ibn Al-Mulaqqin Muarrakhan*, 25.
- ¹⁹ Nūruddīn Sharbiah, *Muqaddimah Tabqāt Al-Aūliyā* (Qāhirah: Maktabah Al-Khānji, 1994), 3.
- ²⁰ Bukhārī, Al-ṣaḥīḥ, Hadith no: 1.
- ²¹ Abū ḥafṣ ‘Umar bin Ali bin Aḥmad Ibn Al-Mulaqqin, *Tiḥfah Al-Muḥṭāj Ilā Adillah-Al-Minhāj* (Makkah-Al-Mukarramah: Dār ḥirā Lilnashri ū Al-tūzīḥ, 1986AD), 2:608.
- ²² ‘Abdullah bin Sa’af Al-Lihyani, *Muqaddimah Tiḥfah Al-Muḥṭāj*, 1:69
- ²³ Abū ḥafṣ ‘Umar bin Ali bin Aḥmad Ibn Al-Mulaqqin, *Ghāyah Al-Ssūl fi Khaṣāṣ Al-Rasūl* (Beirūt: Dārul Bashāir Al-Islāmiyyah, 1993), 87.
- ²⁴ Ibn Al-Mulaqqin, *Ghāyah Al-Ssūl*, 102.
- ²⁵ Ibn Al-Mulaqqin, *Ghāyah Al-Ssūl*, 95.
- ²⁶ Ibn Al-Mulaqqin, *Ghāyah Al-Ssūl*, 100.
- ²⁷ Ibn Al-Mulaqqin, *Ghāyah Al-Ssūl*, 299-300.
- ²⁸ Al-‘Asqalānī, *Al-Majma’ Al-Muassis*, 318.
- ²⁹ Mālik bin Ans, *Al-Muattā* (Beirūt: Dār Ahyā Al-Ulūm, S.N), Hadith no: 1395.
- ³⁰ Taqī Al-dīn Abū Bakar bin Aḥmad Ibn-e-Qāzī Shahbah, *Tabqāt Al-Shāfiyyah* (Beirūt: Aālam Al-Kutub, 2010AD), 4:53.